تقریر

اُمّ المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَامۡرَاَۃً مُّؤۡمِنَۃً اِنۡ وَّہَبَتۡ نَفۡسَہَا لِلنَّبِیِّ اِنۡ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنۡ یَّسۡتَنۡکِحَہَا خَالِصَۃً لَّکَ مِنۡ دُوۡنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ (الاحزاب:51)

اور ہر مومن عورت اگر وہ اپنے آپ کو نبی کے حضور پیش کر دے بشرطیکہ نبی یہ پسند کرے کہ اس سے نکاح کرے۔(یہ) مومنوں سے الگ خالصۃً تیرے لئے ہے۔

تمہاری صبح حسین ہو رُخ سحر کی طرح
تمہاری رات منور ہو شب قمر کی طرح
کوئی بہشت کا پوچھے تو کہہ سکو ہنس کر
کہ وہ خوب جگہ ہے ہمارے گھر کی طرح

معزز سامعین! آج میری تقریر کا عنوان سیرت اُم المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خصوصی تعلق اور نسبت کی وجہ سے تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی منفرد شان اور عظمت ہے جو انہیں دیگر تمام خواتین اسلام سے ممتاز کرتی ہے۔ یہ بھی بدیہی حقیقت ہے کہ اِن پاکیزہ ہستیوں کے ذریعے سے ہی بہت سے اہم احکام امت مسلمہ تک پہنچے ہیں۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی ازواج مطہرات میں مختلف حوالوں سے ایک منفرد شان تھی۔

حضرت میمونہؓ کی پیدائش 592ء میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے 18 سال قبل ہوئی۔ آپؓ کا تعلق قریش سے تھا۔ آپؓ کے والد کا نام حارث بن حزن اور والدہ کا نام ہند بنتِ عوف تھا۔ آپؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری زوجہ مطہرہ تھیں۔ آپؓ کا پیدائشی نام بَرّہ تھا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر میمونہ کر دیا۔ میمونہ کا مطلب ہوتا ہے باعث برکت۔ ام المؤمنین حضرت میمونہؓ کی والدہ ہند بنت عوف کے متعلق قریش مکّہ میں یہ بات بجاطور پر زبانِ زدِعام تھی کہ روئے زمین پر ان سے بڑھ کر اور کوئی عورت ایسی قابل احترام نہیں کہ جس کے ایسے عظیم الشان داماد ہوں یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ۔ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ۔ حضرت عبد اللہ بن کعب رضی اللہ عنہ۔ حضرت شداد بن الہاد رضی اللہ عنہ۔ اس کے علاوہ ان کے نواسوں اور نواسیوں میں بھی کئی جلیل القدر صحابہ وصحابیات رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح مسعود بن عمرو بن عمیر ثقفی کے ساتھ ہوا۔ اس نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کا دوسرا نکاح ابو رُہم بن عبد العزیٰ سے ہوا۔ کچھ عرصہ ان کے ساتھ گزارا اور ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ سن 7ھ مطابق 628ء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمرۃ القضا کی ادائیگی کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لائے تو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا مسلمانوں کی اِس ہیبت کو دیکھ کر حیران ہوئیں اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قلبی لگاؤ پیدا ہو گیا۔ انہوں نے اِس موضوع کو اپنی بہن اُم الفضل لبابہ بنت حارث کے سامنے رکھا (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی بھی تھیں)۔ تو انہوں نے اپنے شوہر عباس بن مطلبؓ سے اِس بات کا اِظہار کیا تو حضرت عباس بن مطلبؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اِس رشتہ کے لیے درخواست کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر بن ابی طالب کو اِس خواستگاری کے لیے بھیجا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے انہیں نکاح کا پیغام پہنچا تو وہ اُس

وقت اونٹ پر سوار تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے پیغام نکاح سن کر فرط جذبات میں پکار اٹھیں کہ یہ اونٹ اور جو کچھ اس اونٹ پر ہے وہ سب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ بعض روایات کے مطابق حضرت میمونہؓ نے اپنے آپ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور ہبہ پیش کیا تھا جس کی اجازت قرآن کریم کی اس آیت میں ہے جو تقریر کے شروع میں تلاوت کی گئی تھی یعنی :۔وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا(الاحزاب:51)اگر کوئی عورت اپنا نفس نبیؐ کو ہبہ کرنا چاہے تو وہ ایسا کر سکتی ہے بشرطیکہ نبی بھی اس سے نکاح کا خواہاں ہو۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنی شادی کا اِختیار عباس بن عبد المطلب (رضی اللہ عنہ) کے سپرد کر دیا جنہوں نے مکہ مکرمہ سے دس میل کے فاصلے پر واقع مقامِ سَرف پر آپ کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا تھا اور چار سو درہم حق مہر اور ایک روایت کے مطابق پانچ سو درہم حق مہر قرار دیا۔یوں آپ ازواج مطہرات میں شامل ہوئیں۔

(سیرت النبویہ لابن ہشام، جلد2، صفحہ 646)

آپؓ کی رخصتی اور ولیمہ حرم سے باہر مکہ سے دس میل کی مسافت پر "سَرف" مقام پر ہوا۔ دراصل آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدہ حدیبیہ کے مطابق عمرہ کے لئے مکہ میں صرف تین روز قیام کرنا تھا۔ عمرہ مکمل کرنے کے بعد آپؐ نے "سَرف" کے مقام پر احرام کھولا اور حضرت میمونہؓ سے آپؐ کا نکاح ہوگیا۔ مکّہ میں تیسرے دن مشرکین مکّہ کے وفد جس میں حُویطب بن عبد العزّیٰ اور سہیل وغیرہ شامل تھے، حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ تین دن پورے ہوگئے ہیں اس لئے آج آپ کو معاہدہ کے مطابق مکّے سے کوچ کرنا چاہئے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ آپ کو معلوم ہے کہ میں نے میمونہ سے شادی کی ہے اگر آپ لوگ پسند کرو اور ایک دن مزید رُکنے کی اجازت دے دو تو میں آپ سب کو دعوت ولیمہ میں شامل کروں گا۔ انہوں نے کہا ہمیں آپ کی دعوت کی کوئی ضرورت نہیں ہے بس آپ وعدہ کے مطابق مکہ خالی کر دیں، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہر سے باہر تشریف لے گئے اور "سرف" مقام پر جا کر حضرت میمونہؓ کے ساتھ آپؐ نے قیام فرمایا جہاں یہ شادی اور تقریب ولیمہ ہوئی۔

(مستدرک حاکم جلد4 صفحہ 33 بیروت)

سامعین! عمرۃ القضاء کی ادائیگی نے مسلمانوں کی شان وشوکت اور دین اسلام پر جانثاری نے اہل مکہ پر بہت گہرے اثرات مرتب کیے، کفار ومشرکین مکہ کا زور ٹوٹ چکا تھا۔ صرف چند بدگمانیاں باقی تھیں، انہیں یہ صاف نظر آرہا تھا کہ اگر اہل مکہ کے ساتھ مسلمانوں کا مزید کچھ میل جول اور رہا تو سارے مکہ والے اسلام قبول کر لیں گے غالباً یہی وجہ تھی کہ صلح حدیبیہ میں کفار کی طرف سے یہ شرط بطور خاص تھی کہ آئندہ سال مسلمان تین دن کے اندر اندر عمرہ کر کے واپس چلے جائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دلی خواہش یہی تھی کہ یہ لوگ اسلام قبول کر لیں اور اس مبارک خواہش کی تکمیل کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طرح طرح کی صعوبتیں جھیلیں، سختیاں برداشت کیں، ظلم و ناانصافی کو سہتے رہے۔

اس لیے بیوہ و بے آسرا ایک خاتون کو سہارا دینے کے ساتھ ساتھ آپ کے پیش نظر اس وقت کے معروضی حالات بھی تھے۔ آپ سمجھتے تھے کہ اس نکاح سے فوائد و ثمرات میں اہل مکہ کے بااثر شخصیات کے علاوہ اہل نجد کے لوگ بھی اسلام کے قریب آجائیں گے، اسلامی اخلاق و تعلیمات کا قریب سے مشاہدہ کریں گے تو جو بدگمانیاں اذہان و قلوب میں گردش کر رہی ہیں وہ ختم ہو جائیں گی۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے خاندان والے مکہ کے بااثر لوگوں میں سے تھے۔ اس نکاح کے بعد سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اسی موقع حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کنجی بردار کعبہ نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

دوسری طرف اہل نجد کا سردار زیاد بن مالک الہلالی جو کہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا بہنوئی تھا جب اہل نجد کو اپنے قبیلے کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک طرح کی قرابت داری کا علم ہوا تو وہی لوگ جنہوں نے کبھی دھوکے کے ساتھ 70 مبلغین اسلام کو شہید کرنے کا سنگین جرم کیا تھا اب وہی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حامی بن گئے اور مسلمان ہو کر اہل اسلام کی اجتماعی قوت میں اضافہ کا سبب بنے۔ اس نکاح کی یہ وہ بنیادی حکمتیں تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر تھیں۔

حضرت میمونہؓ ایک پاکیزہ سیرت اور صاحب تقوی خاتون تھیں، شریعت کی پاسداری اور احکام نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعمیل نمایاں وصف تھے۔

سامعین! دراصل آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سے زائد شادیوں کا بنیادی مقصد بھی یہ تھا کہ ازواج مطہرات آپ سے دینی باتیں سیکھ کر آگے مسلمان خواتین کو سکھائیں اور ان کی تربیت کے سامان کریں۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہ سے 46 حدیثیں مروی ہیں، جن میں بعض سے ان کی فقہ دانی کا پتہ چلتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ پراگندہ ہوئے تو کہا بیٹا! اس کا کیا سبب ہے؟ جواب دیا اُمّ عمار میرے کنگھا کرتی ہیں (اور آج کل ان کے ماہانہ ایام کا زمانہ ہے) بولیں کیا خوب! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری گود میں سر رکھ کر لیٹتے تھے اور قرآن پڑھتے تھے اور ہم اسی حالت ناپاکی میں ہوتے تھے۔ اسی طرح ہم چٹائی اٹھا کر مسجد میں رکھ آتے تھے، بیٹا! کہیں یہ ناپاکی ہاتھ میں بھی ہوتی ہے؟

(مسند:331/16)

حضرت میمونہؓ کی روایات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل جنابت کا مکمل طریق بھی بیان ہوا ہے۔

ایک اور واقعہ حضرت میمونہؓ یہ بیان فرماتی تھیں کہ ایک دفعہ حضورؐ بیدار ہوئے تو آپؐ کی طبیعت کچھ مکدّر تھی تو میں نے پوچھا یارسول اللہؐ! کیا ہوا؟ آپؐ نے فرمایا کہ آج رات جبرئیلؑ نے آنے کا وعدہ کیا تھا مگر وہ آئے نہیں اور آج تک انہوں نے کبھی وعدے کی خلاف ورزی نہیں کی اس لئے میں پریشان ہوں۔ آپؓ بیان فرماتی تھیں کہ گھر میں ایک چھوٹا سا پلہ تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ کہیں اس کی موجودگی کے باعث ایسا نہ ہوا ہو پھر اس کو آپ نے گھر سے باہر کر دیا اور پانی سے اس جگہ کو دھو کر صاف کر دیا، اگلے دن جبرئیلؑ آئے تو حضورؐ نے ان سے پوچھا کہ کل آپ کیوں نہیں آئے۔ جبریلؑ نے کہا کہ ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو یا مورتیاں وغیرہ ہوں۔

(مسلم کتاب اللباس باب تدخل الملائکۃ بیتا)

آپ رضی اللہ عنہا اتنے بڑے اعزاز سے عزت پانے کے باوجود اپنے گھریلو کام کاج خود کرتیں، چنانچہ آپ کے بھانجے یزید بن الاصم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میری خالہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا گھر کے کام کاج خود کرتیں، کثرت سے مسواک کرتیں اور نمازوں کی ادائیگی کا خوب اہتمام کرتیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے دل میں خدا کی محبت کوٹ کوٹ کے موجود تھی اور یہ خوف بھی تھا کہ کہیں میرے کسی کام سے اللہ ناراض نہ ہو جائے۔ معاشرتی رہن سہن میں اسلامی تعلیمات کی سب سے بنیادی چیز صلہ رحمی بھی آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، تقویٰ اور صلہ رحمی یہ دو اوصاف حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہا کو یہ نعمتیں خوب عطا فرمائی تھیں، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے ان دو عمدہ اوصاف کی گواہی دیتے ہوئے فرماتی ہیں:

”میمونہ ہم میں خدا خوفی اور صلہ رحمی میں ممتاز مقام رکھتی ہیں۔“

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کثرت سے غلام اور لونڈیاں آزاد کرتی تھیں۔ ایک بار آپ رضی اللہ عنہا نے ایک لونڈی آزاد کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ تمہیں اس کا اجر عطا فرمائے۔

آپؓ بہت عبادت گزار تھیں۔ آپؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سن لیا تھا کہ مسجد نبویؐ میں نماز پڑھنے کا بہت ثواب ہوتا ہے۔ آپؓ کوشش کرتیں کہ مسجد نبوی میں نماز پڑھیں بلکہ آپ نے یہ بات دوسری خواتین کو بھی بتائی۔ مدینہ میں ایک دفعہ ایک عورت سخت بیمار ہوئی اس نے منت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دی تو میں بیت المقدس جا کر نماز پڑھوں گی۔ اللہ نے اُسے شفا دی اور اُس نے اپنی منت پوری کرنے کے لیے بیت المقدس جانے کا ارداہ کیا۔ سفر پر روانہ ہونے سے پہلے حضرت میمونہؓ سے رخصت لینے آئی اور تمام ماجرہ بیان کیا۔ حضرت میمونہؓ نے اُسے سمجھایا کہ مسجد نبویؐ میں نماز پڑھنے کا ثواب دوسری مسجدوں میں نماز پڑھنے کے ثواب سے ہزار گنا زیادہ ہے۔ تم یہیں رہو اور مسجد نبوی میں نماز پڑھ لو۔

(بحوالہ امہات المومنین حضرت میمونہ از امۃ الرشید ارسلہ صفحہ 9-11)

حضرت میمونہؓ کی ایک اور روایت سے بھی ان کے اس شوق کا اندازہ ہوتا ہے جو انہیں آنحضورؐ سے علم اور دین کی باتیں سیکھنے کا تھا اور پھر وہی باتیں آگے انہوں نے سکھائیں۔ ایک دفعہ آپؓ نے اپنے بھتیجے عبد الرحمن بن سائب کو بتایا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیمار کے لئے ایک دم سیکھا تھا۔ وہ دعا تم بھی مجھ سے سیکھ لو اور وہ یہ دعا تھی:

بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْكَ وَاللّٰہُ یَشْفِیْكَ مِنْ کُلِّ دَاءٍ فِیْكَ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ واشْفِ اَنْتَ الشَّافِی لَا شَافِیَ اِلَّا اَنْتَ یعنی میں اللہ کے نام کے ساتھ تجھے دم کرتا ہوں اور اللہ آپ کو شفاء دے گا ہر ایک بیماری سے جو تجھ میں پائی جاتی ہے۔ اے انسانوں کے رب! اس بیماری کو دور کر دے اور شفا عطا فرما کہ تو ہی حقیقی شفا دینے والا ہے۔ تیرے سوا اور کوئی شفاء دینے والا نہیں۔

(مسند احمد جلد 6 صفحہ 332 قاہرہ)

سامعین کرام! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپؓ 50 سال زندہ رہیں اور 80 سال عمر پا کر وفات پائی۔ مگر اس برکت والے تعلق کو ساری عمر نہ بھلا سکیں۔ وفات سے قبل آپؓ نے لوگوں سے درخواست کی کہ جب مَیں مر جاؤں تو مکہ کے باہر ایک منزل کے فاصلے پر اس جگہ جس جگہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ تھا اور جس جگہ پہلی دفعہ آپؐ کی خدمت میں پیش کی گئی تھی میری قبر بنائی جائے اور اس میں مجھے دفن کیا جائے۔

اس سلسلہ میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ ان کی کئی بیویاں تھیں اور یہ کہ آپ کا یہ فعل نعوذ باللہ من ذالک عیاشی پر مبنی تھا۔ مگر جب ہم اس تعلق کو دیکھتے ہیں جو آپ کی بیویوں کو آپؐ کے ساتھ تھا تو ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ آپؐ کا تعلق ایسا پاکیزہ، ایسا بے لوث اور ایسا روحانی تھا کہ کسی ایک بیوی والے مرد کا تعلق بھی اپنی بیوی سے ایسا نہیں ہوتا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق اپنی بیویوں سے عیاشی کا ہوتا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلنا چاہئے تھا کہ آپؐ کی بیویوں کے دل کسی روحانی جذبہ سے متاثر نہ ہوتے۔ مگر آپؐ کی بیویوں کے دل میں آپؐ کی جو محبت تھی اور آپؐ سے جو نیک اثر انہوں نے لیا تھا وہ بہت سے ایسے واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی وفات کے بعد آپؐ کی بیویوں کے متعلق تاریخ سے ثابت ہیں۔ مثلاً یہی واقعہ کتنا چھوٹا سا تھا کہ میمونہؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلی دفعہ حرم سے باہر ایک خیمہ میں ملیں۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے تعلق کوئی جسمانی تعلق ہوتا اور اگر آپؐ بعض بیویوں کو بعض پر ترجیح دینے والے ہوتے تو میمونہؓ اس واقعہ کو اپنی زندگی کا کوئی اچھا واقعہ نہ سمجھتیں بلکہ کوشش کرتیں کہ یہ واقعہ ان کی یاد سے بھول جائے۔ لیکن میمونہؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد پچاس سال زندہ رہیں اور اسّی سال کی ہو کر فوت ہوئیں۔ مگر اس برکت والے تعلق کو وہ ساری عمر بھلا نہ سکیں۔ اَسّی سال کی عمر میں جب جوانی کے جذبات سب سرد ہو چکے ہوتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے پچاس سال بعد جو عرصہ ایک مستقل عمر کہلانے کا مستحق ہے میمونہؓ فوت ہوئیں۔ اور اس وقت انہوں نے اپنے گرد کے لوگوں سے درخواست کی کہ جب میں مر جاؤں تو مکّہ کے باہر ایک منزل کے فاصلہ پر اس جگہ جس جگہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ تھا اور جس جگہ پہلی دفعہ مجھے آپؐ کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا میری قبر بنائی جائے اور اُس میں مجھے دفن کیا جائے۔ دنیا میں سچے نوادر بھی ہوتے ہیں اور قصّے کہانیاں بھی۔ مگر سچّے نوادر میں سے بھی اور قصّے کہانیوں میں سے بھی کیا کوئی واقعہ اس گہری محبت سے زیادہ پُر تاثیر پیش کیا جا سکتا ہے؟“

(نبیوں کا سردار از حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ صفحہ 178)

آپ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے پڑھائی۔ جب آپ رضی اللہ عنہا کا جنازہ اٹھایا گیا تو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں اس لیے باادب طریقے سے آہستہ آہستہ لے کر چلو، زیادہ حرکت نہ دو۔

(ماخوذ مطہر عائلی زندگی صفحہ 88-89)

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لیے

(کمپوز ڈبائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)